https://doi.org/10.58352/tis.v47i2.875

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

# حدود و تعزیرات میں حقوقِ نسواں کا اسلامی و مغربی قوانین میں تقابلی جائزہ

# A COMPARATIVE ANALYSIS OF WOMEN'S RIGHTS IN ISLAMIC AND WESTERN LAWS IN TERMS OF HUDOOD AND TAAZIRAT

**Rabia**
Ph.D Scholar, Visiting Lecturer
DHA Suffa University Karachi
rabiaimtiaz94@yahoo.com

**Abdul Rashid**
Ph.D Scholar, Lecturer Bahria University Karachi
hafizabdulrasheed0@gmail.com

**Abstract:**

War is recurrent factor of history that has not only affected the international orders and balance of power, but also impacted the society as general and women as particular. Women have been tortured during domestic and international conflicts. The women's right violations and human casualties led nations to come up with some legal framework to mitigate and eliminate women suffering during conflicts and crises. The study focuses to draw a research review between Islamic Criminal Laws and Western International Criminal Laws focusing on women's right. Islamic Criminal Laws has enunciated authentic principles regarding women rights; they cannot be killed during war and should be protected and respected as per their status if they are even Prisoner of War. Along with this, West has developed a lot of legal frameworks and Universal declarations regarding women's rights in International Criminal Laws. Since the number of women who participated in war was insignificant until the outbreak of World War I, the need for special protection for them was not felt prior to that time. International Humanitarian Laws awarded them some general legal protection as men. If they wounded, women were protected by the provision of the 1864 Geneva Conventions. If women become prisoner of war, they benefited from the regulations of Hague Convention 1899 and 1907 on the Laws and Customs of War on Land. Similarly, under International treaties government are binded by legal obligation of Convention on the Elimination of all form of Discrimination against Women. This convention binds its member states to provide socio-economic and political rights to women and protect them against any discrimination and violence.

**Keywords:** *International Order, Balance of Power, Women's Rights, Prisoner of War, International Criminal Laws, Geneva Convention, Hague Convention.*

## ابتدائیہ

انسان کو اپنی زندگی بسر کرنے کے لیے چند احکام اور ضوابط کی پابندی کرنا ہوتی ہے۔ ان احکام اور ضوابط کو جو حکمران طبقہ کی طرف سے نافذ کئے جاتے ہیں "قانون" کہتے ہیں۔ قومی یا ملکی سطح کے قانون کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

- **پبلک قوانین:** یہ قانون ملکی آئین اور نظم و نسق کے ضوابط پر مشتمل ہوتا ہے جو رعایا اور حکومت کے تعلقات پر مبنی ہوتا ہے۔
- **پرائیویٹ قوانین:** اس قانون کو فوجداری اور دیوانی قوانین میں تقسیم کیا جاتا ہے جس میں افراد کے معاشرتی اور تعزیری معاملات پر بحث کی جاتی ہے۔[1]

دینی تعلیمات میں بنیادی احکامات کے متعلق قوانین قرآن اور سنت میں موجود ہیں جبکہ قرآن کے اجمالی پہلوؤں کی توضیح رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں موجود ہے۔ قرآن اسلامی قانون کا پہلا ماخذ ہے پھر سنتِ رسول ﷺ دوسرا بنیادی ماخذ ہے اس کے بعد اجماع، قیاس اور اجتہاد کے ماخذ آتے ہیں۔ اسلامی قوانین میں معاشرتی و معاشی قوانین، قانون جنگ، حدود و تعزیرات، قانون وراثت اور دیوانی قوانین کے اصول و ضوابط شامل ہیں۔

"قانون فوجداری" قانون کی وہ شاخ ہے جس میں قتل، زنا، لواطت اغوا ارتداد جیسے معاملات سے بحث کی جاتی ہے اور ان کے لیے اصول و ضوابط مقرر ہیں۔[2] اس تعریف کی روشنی میں معلوم ہوا کہ فوجداری کا تعلق حدود و تعزیرات سے ہے جس میں شریعت نے قانون سازی کی ہے اور اس کے لیے بنیادی اصول قرآن و سنت ہے۔

## حدود کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

حد لغوی اعتبار سے حدود کی جمع ہے۔ لفظ حد عربی زبان میں مختلف معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس کی مثال سرحد، باڑھ، کسی شے کی انتہا، طرف، کنارہ دھار، کسی چیز کو دور کرنا، مانع، کسی چیز کو دوسری چیز سے ممتاز کرنا۔[3] اصطلاح میں حد کہتے ہیں:

"الحد اسم لعقوبۃ مقدرۃ تجب حقا للہ تعالیٰ و لھذا لا یسمی بہ التعزیر لانہ غیر مقدر ولا یسمی بہ القصاص لانہ حق العباد"[4]

"شریعت میں حد اس مقرر سزا کا نام ہے جو اللہ کے حق کے طور پر واجب ہوتی ہے۔ اس لیے تعزیر کو اسم حد سے موسوم نہیں کرتے کیوں کہ وہ غیر مقررہ سزا (Unspecified Punishment) ہے اور نہ ہی قصاص کو حد کا نام دیا جاتا ہے کہ وہ حق اللہ نہیں حق العباد ہے۔"

معلوم ہوا کہ حدود دراصل وہ سزا ہے جس کی حد بندی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان کر دی ہے جس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں جبکہ تعزیرات میں قاضی مقدمہ سماعت کر کے اپنے تجربات اور حقائق کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے لیکن اس میں اسلامی قانون یہ ہے کہ فیصلہ عدل پر ہو، انصاف کا بول بالا ہو اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں برتی جائے۔ قانون قصاص کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ قرآنی تعلیمات میں قصاص کے بارے میں بھی اصول و قوانین موجود ہیں۔ حدود انہی مخصوص سزاؤں کو کہا جاتا ہے جن کی نوعیت اور مقدار متعین ہے اور جن پر کسی کو ترمیم تبدیلی یا تنسیخ

کا حق نہیں۔ ان حدود کی تعداد پانچ ہے جس میں حدِ زنا، حدِ قذف، حدِ سرقہ، حدِ حرابہ، حدِ خمر شامل ہے۔ پہلی چار حدود قرآن سے ثابت ہیں اور پانچویں حد سنتِ نبوی ﷺ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔[۵]

## تعزیر کی تعریف

تعزیر یعنی غیر معین سزا کو کہتے ہیں جو امام کی رائے پر انحصار کرتی ہے، حد شارع کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے جس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ اس سزا میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہوتی۔[۶] تعزیرات میں حق بندی نہیں کی گئی ہے۔ حاکمِ وقت جرم کو دیکھتے ہوئے سزا مقرر کرتا ہے جو حد سے کم ہوتی ہے یعنی کہ وہ سزائیں جو غیر معین ہیں جس میں قاضی کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ مقدمے کا فیصلہ فریقین پیش نظر کر سکتا ہے۔ تعزیر کی صورت میں حاکم کے پاس معاملہ لے جانے سے پہلے اور بعد میں سفارش کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل "صفوان بن امیہ" کا واقعہ ہے جب ان کی چادر مسجد سے چوری ہو گئی اور ان کا مقدمہ آپ ﷺ تک پہنچا تو آپ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو صفوان اب سفارش کے لیے آئے اور دعوے سے دست بردار ہونے لگے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ میرے پاس مقدمہ لانے سے پہلے آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔[۷]

## اسلامی شریعت میں سزا کے مقاصد

شریعتِ اسلامیہ میں سزاؤں کے مقاصد میں اصلاح احوال، عبرت، نصیحت پند و موعظت شامل ہیں۔ حدود و تعزیرات کے ذریعے معاشرے سے جرائم کا خاتمہ کرنا، استحکام پیدا کرنا، برائیوں کو روکنا تاکہ انسان کی جان، مال، عزت آبرو کا تحفظ کیا جا سکے۔ تاریخ شاہد ہے جن اسلامی ریاستوں نے سخت قوانین کا نفاذ کیا جو قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں تو وہاں جرائم کا انسداد ہوا اور جرائم پیشہ افراد معاشرے سے رفتہ رفتہ نابود ہو گئے۔

زنا کا محرک صنفی خواہش کا غلبہ ہے خواتین کے حسن و جمال سے اس جذبے کو تقویت ملتی ہے، یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے عورت کے اہلِ خانہ کو سخت رسوائی اٹھانی پڑتی ہے، اس کی وجہ سے کشت و خون ہوتا ہے چونکہ اکثر یہ فعل فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اور اس کا محل ارتکاب عموماً کوئی خفیہ جگہ ہوتی ہے۔ اس لیے اگر اس کی سزا عبرتناک نہ رکھی جائے تو اس برائی کے پھیل جانے میں ذرا بھی دیر نہ لگے گی۔[۸] شاہ صاحب کے مطابق اسلامی سزا کا اصل مقصد مجرم کو عبرت ناک بنانا ہے تاکہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کرے۔ مجرم اپنے نفس کو قابو میں رکھے تاکہ معاشرے کا امن و سکون برقرار رہے اگر یہ حدیں اسلام مقرر نہ کرتا تو معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا۔ اس لیے انسان کے لیے عافیت اسی میں ہے کہ ان قوانین کی پاسداری کرے اور اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع کرے۔

## حدود و تعزیرات میں خواتین کے لیے اسلامی قوانین

قرآن و سنت میں حدود کے متعلق واضح احکامات بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اسلامی قانون میں جرائم پر مساواتِ انسانی کا درس دیا گیا ہے۔ رنگ و نسل، ذات پات اور نسب کے اعتبار سے قوانین سب کے لیے مساوی ہیں۔ جس میں خواتین بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ حدِ زنا کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ[9]

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ اسی طرح جو لوگ زنا کے جھوٹے الزام یعنی قذف (تہمت) کی سزا اسی کوڑے ہیں جیسا کہ اللہ نے کلام ربانی میں فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجْلِدُوْہُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَہُمْ شَہَادَۃً اَبَدًا[10]

اور جو لوگ پرہیز گار عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور ان پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ اسلامی قانون میں مرد اور عورت دونوں کے لیے حدِ زنا اور حدِ قذف کی سزا یکساں ہے۔ دونوں اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اسلامی شریعت میں اس کی سزا سو کوڑے ہیں جبکہ حد قذف یعنی کسی پر بدکاری کا الزام لگانا، اس کی سزا اسی کوڑے ہیں۔ یہ حدیں ہیں جس کی سزا قرآن و سنت میں موجود ہے اور ان سزاؤں میں تخفیف کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ حدِ سرقہ کے بارے میں قرآن مجید میں آیا:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَہُمَا[11]

چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔

عہدِ نبوی ﷺ میں ایک ذی حیثیت خاتون نے چوری کا ارتکاب کیا لوگوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے آپ ﷺ سے سفارش کروائی کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ حضور ﷺ اس سفارش پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

اشفع فی حد من حدوداللہ[12]

کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ: "وایم اللہ لو فاطمۃ بنت محمد ﷺ سرقت لقطع محمد یدھا"[13] اللہ کی قسم! فاطمہ بنت محمد نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے۔ معلوم ہوا کہ حد سرقہ کی سزا قرآن میں ہاتھ کاٹنا ہے اور یہ قانون مرد اور عورت، امیر اور غریب سب کے لیے یکساں ہے۔ کسی کے لیے ترمیم یا تخفیف کی گنجائش نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان گناہوں کی سفارش کرنے والے پر سخت ناپسندگی کا اظہار فرمایا ہے۔

## قصاص کا قانون

اسلامی شریعت نے مرد اور زن کے قانونی تشخص میں عدم مساوات نہیں برتی بلکہ قانون سب کے لیے یکساں ہے۔ قرآنی تعلیمات میں جس طرح بدکاری اور چوری کی سزا دونوں کے لیے برابر ہے اسی طرح قصاص کے امور میں بھی قوانین یکساں ہیں۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ[14]

اے ایمان والو! تم پر ان کے خون کا بدلہ (قصاص) فرض کیا گیا ہے۔ جو ناحق قتل کئے جائیں، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام ،اور عورت کے بدلے عورت، پھر اگر اس کو (یعنی قاتل کو) اس کے بھائی (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ (یعنی قصاص) معاف کر دیا جائے تو چاہیے کہ بھلے دستور کے موافق پیروی کی جائے اور (خون بہا کو) اچھے طریقے سے اس (مقتول کے وارث) تک پہنچا دیا جائے، یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔[۱۵]

اس آیتِ مبارکہ میں قانون قصاص کی علت و حکمت بیان کی گئی ہے۔ قرآن نے قصاص میں یہ اصول متعارف فرمایا کہ مقتول کا قاتل ہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام۔ اگر مقتول کے وارث قاتل سے صلح کرنا چاہیں تو خون بہا لے کر صلح کر سکتے ہیں کیونکہ وہ تمہارا دینی بھائی ہے اور اس نے اپنے کئے کی معافی مانگ لی ہے اور قصاص ادا کر دیا ہے تو اب اسے کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرو۔ اگر تم قصاص لینے کے بعد زیادتی کرو تو اللہ نے اس کے لیے سخت وعید کا ذکر فرمایا ہے کہ اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

## عورت کی شہادت کے احکامات

گواہی سے مراد یہ ہے کہ انسان جو حقیقت دیکھے اسے اسی انداز سے بیان کر دے۔ دینِ اسلام نے گواہی کا حق جس طرح مرد کو دیا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کہیں مرد کے لیے گواہی دینا لازمی قرار دیا گیا ہے اور کہیں عورت پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ بعض امور میں عورت کی گواہی کا کلی طور پر اعتبار کیا گیا ہے اور بعض امور میں عورت کی آدھی گواہی کو تسلیم کیا گیا ہے یعنی کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ[۱۶]

تم اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ان کو گواہ بنالو) جن کو تم گواہوں سے پسند کرتے ہو۔

آیتِ مبارکہ میں دو اشخاص کو گواہ بنانے کا حکم ہے اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر دو عورتوں کو گواہ بنایا جائے گا کیونکہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔ فقہاء کرام نے معاشی معاملات میں اس آیت کو بیان کیا ہے کہ معاشی امور میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ گواہی ایک ذمہ داری ہے اور اسلام نے عورت پر یہ بوجھ آدھا ڈالا ہے۔ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر اس وجہ سے قرار دیا کیونکہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دہانی کروا دے۔ لیکن بعض مسائل میں عورت کی شہادت کو تنہا تسلیم کیا گیا ہے۔

ویقبل فی الولادۃ والبکارۃ والعیوب بالنساء فی موضع لا یطلع علیہ الرجال شہادۃ امراۃ واحد[۱۷]

"ولادت اور عورتوں کے وہ معاملات جن سے مرد آگاہ نہیں ہو سکتے وہاں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔"

ان مسائل میں عورت کی گواہی معتبر اور قابل قبول ہو گی۔ یہ وہ امور ہیں جس میں مرد اکثر اوقات نا علم ہوتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے عہد میں ان امور میں عورت کی گواہی کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا: عقبہ بن حارث نے ام یحیٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا تو سوداء لونڈی نے آکر کہا کہ تم دونوں کو میں نے دودھ پلایا تھا تو حضور ﷺ سے انہوں نے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کیف و قد قیل ففارقھا عقبہ ونکحت زوجا غیرہ[۱۸]

نکاح کیسے (قائم رہ سکتا ہے) اور گواہی دیدی گئی ہے۔ تو عقبہ نے ان سے علیحدگی اختیار کرلی اور بنت ابی اہاب نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جنگی قیدیوں کو صرف غلام بنانے کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ اس کے لیے مفصل قواعد و احکام پر مشتمل ضابطہ بھی عنایت فرمایا۔ اسلام نے ان جنگی قیدیوں کے بارے میں ایسا طرز عمل اختیار کیا کہ وہ بالآخر مسلم معاشرے کا ایک حصہ بن جائیں اور کچھ عرصہ مسلم معاشرے میں رہ کر اسلامی تہذیب کو اپنائیں اور یوں آخر کار معاشرے کے باعزت شہری بن جائیں۔[۱۹]

## قیدی عورت کے لیے احکامات

اسلام سے قبل جنگی قیدیوں کے ساتھ جارحانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ ان پر طرح طرح سے ظلم و ستم کیا جاتا تھا۔ مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈی بنالیا جاتا تھا اور پھر دن رات انھیں بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔ جبری طور پر مزدوری لی جاتی تھیں۔ دینِ اسلام نے ان تمام خرافات کا خاتمہ کیا اور ان قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک رکھنے کا حکم دیا۔ فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ کے قیدیوں کو آزاد کرنے کی ترغیب دلائی۔ قرآنی تعلیمات میں ان کے لیے احکامات اس انداز سے بیان ہوئے ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه[۲۰]

اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلام اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا۔

دینی تعلیمات نے جہاں عام مسلم کے نکاح پر زور دیا ہے بالکل ایسے ہی غلام کی شادی کی ذمہ داری مالک پر ڈالی ہے کہ وہ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کروادے تاکہ مزید جرائم پیدا نہ ہوں اور معاشرہ تباہی کا شکار نہ ہو۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

عن ابی موسی قال قال رسول اللہ ﷺ من کانت لہ جاریۃ فادبھا فاحسن ادبھا وعلمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا و تزوجھا فلہ اجران[۲۱]

جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

معلوم ہوا کہ قیدیوں کے ساتھ دورانِ اسیر تربیت دی جائے، آدابِ معاشرت سکھائے جائے اور انھیں آزاد کر کے ان کو ازدواجی زندگی میں ڈھالا جائے۔ ایسے مالک کو رسول اللہ ﷺ نے دوگنا اجر کی خوشخبری سنائی ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا یہودی قبیلے بنو نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں۔ جنگِ خیبر میں اسیر تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جنگ میں قیدی ہو کر لونڈی

بنی تھیں لیکن وہ حی بن اخطب کی بیٹی تھیں اور اس سے پہلے سالم بن مستکم اور کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔ یہ سب یہودی کے سردار تھے۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نسبی مقام کا تقاضا ہے کہ آپ خود ان کو اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا لیکن پہلے ان کو اختیار دیا کہ اگر تم دینِ یہودیت پر قائم رہنا چاہو تو میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں اور تمہیں تمہارے قبیلے والوں کے پاس واپس بھیج دیتا ہوں۔ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین پر اسلام کو ترجیح دی اور حضور ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا۔[۲۲] ان کی آزادی کو رسول اللہ ﷺ نے مہر قرار دیا جیسا کہ حدیث میں آیا:

عن انس ان رسول اللہ ﷺ اعتق صفیۃ و جعلہ صداقھا[۲۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد فرمایا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسیر خواتین کو آزاد فرمایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی اور پھر انھیں اختیار دیا چاہے تو رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنا قبول کرلے یا اپنے دین میں قائم رہے لیکن جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے دینِ اسلام کو اپنے لیے پسند کیا اور آپ ﷺ سے نکاح کی پیشکش کو قبول کیا تو آپ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے اپنی ازواج میں شامل کیا اور ان کی آزادی کو حق مہر سے تعبیر کیا۔ اس دوسری مثالیں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو بنو مصطلق میں قیدی بن کر آئی اور آپ بھی سردار کی بیٹی تھیں۔ ان کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے نکاح فرما کر خواتین قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی بہترین مثال قائم کی اور امت مسلمہ کو اہم پیغام دیا۔

## جنگوں میں خواتین کے لیے قانونی احکامات

جنگی معاملات میں اسلام نے جہاں مسلم خواتین کے لیے قوانین کا تذکرہ کیا ہے وہاں غیر مسلم عورتوں کے لیے بھی قوانین کا نفاذ کیا ہے۔ اس کا اہم ہدف یہ ہے کہ امن و امان کی فضاء قائم رہے، معاشرہ بدامنی کا شکار نہ ہو، دینی مقاصد پورے ہوں اور دنیاوی مصالح کی تکمیل ہو۔ اس حوالے سے قوانین مندرجہ ذیل ہیں۔

### حالتِ جنگ میں عورت کو قتل کرنے کی ممانعت:

دینِ اسلام نے دورانِ جنگ غیر مسلموں کے قتل کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ یہ ایک واحد الہامی مذہب ہے جس نے دورانِ جنگ اسلامی فوجوں کے لیے اصول وضوابط کے قوانین بنائے ہیں۔ اسلامی جنگوں کا اہم اصول یہ ہے کہ عورتوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

عن ابن عمر اخبر ہ ان امراۃ وجدت فی بعض مغازی رسو ل اللہ ﷺ مقتولۃ فانکر رسول اللہ ﷺ ذلک و نھی عن قتل النساء والصبیان[۲۴]

رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوے میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپ ﷺ نے اس کی مذمت کی اور عورتوں و بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں اس طرح بیان ہوا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ رای امراۃ مقتولۃ فی بعض الطریق ، فنھی عن قتل النساء والصبیان

نبی اکرم ﷺ نے راستے میں ایک عورت کو دیکھا جسے قتل کر دیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا۔ فقہائے کرام نے عورتوں کے بارے میں لکھا ہے:

وان قاتلن قتلن للدفع

اگر دشمن فوج کی عورتیں جنگ میں لڑ رہی ہوں تو ان کو اپنے دفاع کی خاطر قتل کیا جا سکتا ہے اگرچہ مسلمانوں کی غیرت نے اس کو کبھی پسند نہیں کیا کہ کسی عورت کے خلاف تلوار اٹھائی جائے۔ غزوہ احد میں ایک عورت بالکل ان (ابو دجانہ) کی تلوار کی زد میں آگئی اور وہ اس کو قتل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے جو تلوار مجھے دی ہے یہ اس تلوار کی شان اور احترام کے خلاف ہے کہ کسی عورت کے خلاف اسے اٹھایا جائے یہ بہادری کے خلاف ہے لہذا اسے چھوڑ دیا اور اس کے بعد حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہوا۔ مشہور روایات کے بموجب ان کی نعش کی توہین کی گئی اور ان کا مثلہ کیا گیا لیکن جس خاتون کے اشارے سے یہ سب کچھ کیا گیا تھا۔ اس کے خلاف حضور ﷺ نے ایسے کسی اقدام کا حکم نہیں۔[۲۵] اگر میدان جنگ میں باپ بیٹا آمنے سامنے آجائیں یا ماں بیٹا آمنے سامنے آجائیں۔ ایک کفار کی فوج کی طرف سے لڑ رہا ہو اور دوسرا مسلم فوج کی طرف سے میدان میں اترا ہو تو مسلمان کو تاکید کی گئی ہے کہ اپنی ماں باپ کو قتل نہ کرے۔[۲۶] یہاں اسلام نے جہاد میں ایک قانون متعارف کروایا ہے کہ حالتِ جنگ میں ماں باپ مد مقابل ہوں تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس آزمائش پر پورا اترنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو تاکید فرماتے تھے کہ جہاد میں کافر ماں باپ کے قتل سے جتنا بچ سکتے ہو بچ جاؤ۔ اس ہدایت سے یہ مقصود تھا کہ کافر ماں باپ کفار کی جانب سے مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ احترام کا رشتہ قائم رکھا جائے گا۔

### قیدیوں کے تبادلے:

قیدیوں کے تبادلے کی جو مثالیں ہمیں دور نبوی ﷺ میں ملتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ نبی ﷺ نے قبیلہ فزارہ کی قیدی لڑکی کو واپس کر کے اس کے بدلے کئی مسلمانوں کو چھڑایا۔[۲۷] اگرچہ آغاز اسلام کے زمانے میں اسیران جنگ کے تبادلے کا دستور موجود نہ تھا لیکن اسلام نے اس کو رواج دیا اور جہاں کہیں موقع ملا اور ممکن ہوا تو اہل اسلام نے اس کو خوشی سے قبول کیا۔

## مغرب میں خواتین کے لیے حدود و تعزیرات میں قوانین

مغرب کی تہذیب و تمدن کا جائزہ لیا جائے تو یہاں جرائم کی تعداد کثیر ہے۔ سخت سزاؤں کے اقدامات کا نہ ہونا مزید معاشرتی بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔ اگرچہ قوانین موجود ہیں پر وہ قوانین سختی پر مبنی نہیں جس کی وجہ سے معاسرتی انتشار پھیلتا جارہا ہے۔ مغربی ممالک میں بسنے والے مرد اپنی زندگی میں اوسطاً ۶ء۱۴ عورتوں سے بدکاری کرتے ہیں جبکہ وہاں سکونت پذیر عورتیں اوسطاً ۵ء۱۱ مردوں سے ناجائز تعلقات قائم کرتی ہیں ۱۹۵۹ء میں برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی جانب سے شائع شدہ ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ برطانیہ میں ہر تیسری عورت شادی سے قبل دوسرے مردوں کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ میں ہر بیسواں بچہ ولد الزنا ہوتا ہے۔ یونان میں بذریعہ زنا پیدا ہونے والے ناجائز بچوں کی شرح ۲ فیصد، سوئٹزرلینڈ میں ۱ء۶ فیصد فرانس میں ۱ء۳ فیصد، ڈنمارک میں ۶ء۴۶ فیصد اور سویڈن میں ۲ء۴۸ فیصد برطانیہ میں برٹش کرائم سروے کی حالیہ رپورٹ کے مطابق 5-2004 میں ۱۶ سال کی عمر سے بڑی خواتین میں سے ۲۳ فیصد نے اعتراف کیا اور ان کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

ایک سال میں عورتوں کی کل آبادی کی ۳ فی صد نے اعتراف کیا کہ اس سال ان کی عصمت دری کی گئی ہے۔ پاکستان میں جنسی جرائم کا تناسب ایک لاکھ کی آبادی میں ۶ء۱ ہے جبکہ انگلستان میں ۳ فیصد یعنی ایک لاکھ ۳۰۰۰ بنتا ہے۔ امریکا میں ۱۹۸۶ء سے ۲۰۰۵ء تک اوسطاً ہر سال ایک لاکھ خواتین جبری عصمت دری کا نشانہ بن رہی ہیں۔ جیسے وہاں forceable rape کہا گیا ہے۔[۲۸]

اس سروے سے معلوم ہو رہا ہے کہ مغرب میں زنا کی تعداد میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ جس سے ناجائز بچوں کی ولادت کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور اس میں خواتین کو مسائل کا شکار ہیں۔ اس کی روک تھام کا ایک ہی واحد حل ہے کہ اسلامی شریعت نے جو حد زنا کی سزا مقرر کی ہے اس کا عملی نفاذ کیا جائے تاکہ ان جرائم کو روکا جائے اور نکاح کا آسان طریقے رائج کیا جائے۔

## اقوامِ متحدہ کا منشور برائے انسانی حقوق (Universal Declaration of Human Rights) (UDHR)

اقوامِ متحدہ کا منشور برائے انسانی حقوق ۱۹۴۸ء کو بنایا گیا جس کو United Nation General Assembly نے مرتب کیا۔ اس منشور کا ۳۶۰ زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے منشور میں انسان کی قدر و منزلت اور انسانی وقار کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کو مساوی حیثیت دی گئی ہے تاکہ معاشرہ ترقی کر سکے اور اپنی زندگی بہتر معیار کے مطابق گزار سکے۔ اس منشور کے کل آرٹیکلز ۳۰ ہیں جس میں سے حقوقِ نسواں کے لیے فوجداری کے قوانین مندرجہ ذیل ہیں۔

**Article 5:** No one shall be subjected to torture or to cruel, inhuman or regarding treatment or punishment.[۲۹]

"کسی شخص کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جائے گا یا سزا نہیں دی جائے گی جو ظالمانہ ہو، جس میں جسمانی تشدد ہو اور جو گھٹیا سلوک ہو۔"[۳۰]

اقوامِ متحدہ کا قانون مرد و عورت دونوں کے لیے ہے۔ یہ اس میں تفریق کا قائل نہیں۔ جو قوانین مرد کے لیے ہیں وہی عورت کے لیے ہیں۔ اس قانون کے مطابق کسی کے ساتھ ذہنی و جسمانی تشدد اور توہین آمیز رویہ روا نہیں رکھا جائے گا۔ یہ بات سلوک کے اعتبار سے تو درست ہے مگر سزاؤں میں یہ رویہ رکھنا مناسب نہیں۔ اسلامی شریعت میں جو سخت سزاؤں کا تصور ہے اس کا اصل مقصد معاشرے کی خوشحالی ہے۔ پر امن معاشرے کا قیام ہے جس کے باعث افراد کی زندگیوں کو سہل اور پر سکون بنانا ہے۔ معاشرتی جرائم کی اسلامی سزاؤں کو اسی وجہ سے انسانی حقوق کے منافی قرار دیا جاتا ہے کہ ان میں قتل کرنا، سنگسار کرنا، ہاتھ کاٹنا، کوڑے مارنا اور کھلے عام سزائیں دینے کی صورتیں موجود ہیں۔ قرآن و سنت کی بیان کردہ ان سزاؤں کو نہ صرف انسانی حقوق کے منافی کہا جاتا ہے بلکہ اسے ظالمانہ اور غیر انسانی سزاؤں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کی خواتین کئی مسائل کا شکار ہیں۔

**Article 11:**

1.Everyone charged with a penal offence has the right to be presumed innocent until proved guilty according to law in a public trial at which he has had all the guarantees necessary for his defense.

2.No one shall be held guilty of any penal offence on account of any act or omission which did notconstitute a penal offence, under national or international law, at the time when it was committed. Nor shall a heavier penalty be imposed than the one that was applicable at the time the penal offence was committed.[31]

ا۔ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری کا الزام عائد کیا جائے، بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے۔ تاوقتیکہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع نہ دیا جا چکا ہو۔

۲۔ کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بنا پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا۔[۳۲]

یہاں بھی فوجداری کے قوانین میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ ملزم پر جب تک الزام ہو اسے گناہگار تصور نہیں کیا جائے گا۔ جب تک عدالتی کاروائی سے جرم ثابت نہ ہو جائے اور ملزم کو اپنے جرم کی صفائی میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا پورا پورا اختیار ہو گا۔

## جینوا کنونشن(Geneva Convention)

جنیوا کنونیشن اور بین الاقوامی معاہدے جنگ کی بربریت کو محدود کرنے والے انتہائی اہم اصولوں پر مشتمل ہے ان لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں جو لڑائی میں حصہ نہیں لیتے ہیں (شہری، طبی، عملے، امسدادی کارکن) اور جو مزید لڑ نہیں سکتے (زخمی، بیمار، اور قیدی) ان کے لیے قوانین تشکیل دینا یہ اس کنونشن کے مقاصد ہیں۔ یہ کنونشن ۱۸۶۴ء، ۱۹۰۶ء، اور ۱۹۲۹ء میں اپنائے گئے۔ اس کنونشن میں ۶۴ مضامین ہیں۔ اس کے علاوہ روایتی بین الاقوامی قانون کے بہت سے قواعد بین الاقوامی اور غیر بین الاقوامی مسلح دونوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ اس طرح سے غیر بین الاقوامی تنازعات میں فراہم کردہ تحفظ دیتے ہیں جن کو صرف چار جنیوا کنویشن اور دیگر آرٹیکلز کے ذریعے منظم کیا گیا ہے۔ احسان صادق ان قوانین کے بارے میں لکھتے ہیں:

بین الاقوامی مسلح جنگ ۱۹۴۹ء کے تیسرے جینوا معاہدہ (جنگی قیدیوں سے سلوک سے متعلق) میں خواتین کے تحفظ کے لیے متعدد اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔

دفعہ ۱۴ کی ایک عمومی شرط کی رو سے ان کے ساتھ جنسی تقاضوں کے مطابق نہایت باعزت سلوک کیا جائے گا۔ حراست کی صورت حال اور نظم وضبط سے متعلق یا قانونی سزاؤں جیسے خصوصی معاملات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔[۳۳]

چوتھا جینوا معاہدہ (جنگ کے زمانے میں شہریوں کی حفاظت) کی دفعہ ۲۷ میں خواتین کے تحفظ کے لیے خصوصی شرط موجود ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ خواتین کو ان کی عصمت دری، خصوصاً زنا بالجبر جبری عصمت فروشی یا کسی بھی قسم کے غیر مہذب حملہ سے تحفظ فراہم کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس معاہدہ میں محبوس اور مقید خواتین کے لیے حراست کی خصوصی شرائط کی گئی ہیں۔ حاملہ عورتوں اور بچوں والی ماؤں کے ساتھ خصوصی سلوک کرنے کو کہا گیا ہے۔[۳۴]

۱۹۴۳ء کے جینوا معاہدہ سے منسلک اضافی شرائط نامہ کے حصہ چہارم کی دفعہ ۳ میں تصادم کے بااختیار فریق کے ساتھ سلوک کی شرائط کا ذکر ہے اور ذیلی دفعہ کا خاص طور پر خواتین کے تحفظ سے تعلق ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:

(الف) خواتین کا خصوصی احترام کیا جائے گا اور انہیں زنا بالجبر، جبری عصمت فروشی اور غیر مہذب حملوں ست تحفظ دیا جائے گا۔

(ب) جنگ میں شرکت کے باعث مقید، محبوس اور زیر حراست خواتین جو حاملہ ہوں، شیر خوار بچوں کی ماں ہوں۔ ان کے معاملات پر زیادہ ترجیحی بنیاد پر غور کرنا چاہیے۔

(ج) جنگ کے فریقوں کو چاہیے کہ وہ جنگی جرائم کی بنیاد پر حاملہ خواتین اور شیر خوار بچوں کی ماؤں کو سزائے موت نہ سنائیں اور کسی بھی صورت خواتین کو پھانسی نہ دیں۔

معاہدہ ا (پیراگراف ۵) کی دفعہ ۷۵ کا تقاضا ہے کہ جنگ کے سبب جن خواتین کی آزادی پر قدغن لگائی گئی ہے انھیں مردوں سے علیحدہ رکھا جائے اور انھیں بلا تاخیر کسی خاتون کی نگرانی میں دے دیا جائے۔ جب پورا خاندان ہی زیر حراست یا محبوس ہو تو انہیں ایک ہی جگہ رکھا جائے گا اور جہاں تک ممکن ہو انہیں اہل وعیال والے علاقے میں جگہ دی جائے۔

جنیوا کے چوتھے اور اضافی معاہدے میں متعدد دیگر دفعات موجود ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ حاملہ خواتین اور شیر خوار بچوں کی ماؤں کو جنگ کے نتائج سے محفوظ رکھا جائے اور انہیں اعانت فراہم کی جائے۔[۳۵] غیر بین الاقوامی مسلح تصادم ۱۹۴۹ء کے جینوا معاہدہ ۱۱ کی دفعہ ۴ کے پیراگراف ۲ (و) میں زنا بالجبر، جبری عصمت فروشی اور ہر قسم کے غیر مہذب حملوں سے منع کیا گیا ہے۔ دفعہ ۱۵ ایسے افراد سے متعلق ہے جن کی آزادی جنگ کے سبب سلب کی گئی ہو۔ اس دفعہ کے پیراگراف ۲ (الف) میں کہا گیا ہے کہ عورتوں کو ایسے مکانوں میں رکھا جائے گا جو مردوں سے الگ ہوں اور انھیں براہ راست قانونی نگرانی میں رکھا جائے۔ اگر مرد اور عورت ایک ہی خاندان کے ہوں تو انھیں ایک ساتھ رکھا جائے گا۔ معاہدہ کی دفعہ ۶ پیراگراف ۴ کے مطابق حاملہ خواتین اور شیر خوار بچوں کی ماؤں کو سزائے موت پر عمل درآمد کی اجازت نہیں ہے۔[۳۶]

ان قوانین کی روشنی میں خواتین اور کم عمر بچوں کی ماؤں کو سزائے موت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح ان کے ساتھ زنا بالجبر کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

## بین الاقوامی انسانی قوانین (International Humanitarian Laws)

انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کے قیام کے لیے اقوام متحدہ کی کانفرنس جسے عموماً روم کانفرنس کہا جاتا ہے۔ جولائی ۱۹۹۸ء میں روم اٹلی میں منعقد ہوئی۔ ۱۶۰ سے زائد حکومتوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی جن میں سے حکومتیں بڑے وفود کے ساتھ شریک ہوئیں۔ اختتام پر ۱۲۰ اقوام نے انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کے قیام کے لیے روم قانون سازی کے حق میں ووٹ دیا۔ صرف ۷ ممالک نے اس معاہدے کے خلاف ووٹ دیا (بشمول امریکہ، اسرائیل، چین، عراق، قطر) جبکہ ۲۱ ممالک نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔[۳۷] بین الاقوامی قوانین میں جنگ کے دوران عورت پر تشدد کو جنگی جرم قرار دیا ہے۔

Violation of the prohibition of rape and other forms of sexual violence have been widely condemned by states and international organization.[۳۸]

اسی طرح وہ افراد جو جنگ میں حصہ نہیں لیتے ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

International law determines that the citizens who are not regular members of an army are not considered as fighters, and hence should not be inflicted with harm.[39]

ان قوانین کی روشنی میں بظاہر تو امن کی بات کی گئی ہے لیکن اگر دنیا کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو وہاں خواتین کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ۹/۱۱ کے بعد برما میں خواتین کے ساتھ عصمت دری کی گئی۔ اسی طرح جنگی معاملات میں خواتین کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا گیا جبکہ اسلام نے عورتوں کے قتل کی ممانعت کی ہے۔

## ہیگ کنونشن (Hague convention 1899 and 1907)

جنگی جرائم کا تصور خاص طور پر انیسویں صدی کے آخر اور بیسوی صدی کے ابتداء میں تیار ہوا۔ جب بین الاقوامی قانون جیسے بین الاقوامی قانون بھی کہا جاتا ہے۔ مسلح تصادم کے قانون کو مرتب کیا گیا۔ ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۷ء میں اپنائے گئے "ہیگ کنونشن" میں متحارب فریقوں کو جنگ کے مخصوص ذرائع اور طریقے استعمال کرنے کی ممانعت پر توجہ دی گئی ہے۔ اس کے بعد سے کئی دیگر متعلقہ معاہدوں کو اپنایا گیا ہے۔ ہیگ اور جینوا قانون ان افراد کے تحفظ پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں جو دشمنی میں حصہ نہیں لیتے دونوں ان اصولوں کی خلاف ورزی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگرچہ تمام نہیں جنگی جرائم کے طور پر۔

## عالمی کمیشن برائے شہری اور سیاسی حقوق

(International Commission on Civil and Political Rights)

اقوام متحدہ نے ۱۹۶۶ء میں یہ حقوق بنائے۔ عالمی کمیشن برائے شہری اور سیاسی حقوق کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے قرارداد 2200A (XX1) کے تحت مرتب کیا ہے۔ اس کے کل آرٹیکلز ۵۳ ہیں۔ شہریوں کے تحفظ کے لیے کچھ سیاسی حقوق مرتب کیے گئے ہیں جس میں حقوق نسواں کے حوالے سے تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

**Article 9**

1. Everyone has the right to liberty and security of person. No one shall be subjected to arbitrary arrest or detention. No one shall be deprived of his liberty except on such grounds and in accordance with such procedure as are established by law.

2. Anyone who is arrested shall be informed, at the time of arrest, of the reasons for his arrest and shall be promptly informed of any charges against him.

3. Anyone arrested or detained on a criminal charge shall be brought promptly before a judge or other officer authorized by law to exercise judicial power and shall be entitled to trial within a reasonable time or to release. It shall not be the general rule that persons awaiting trial shall be detained in custody, but release may be subject to guarantees to appear for trial, at any other stage of the judicial proceedings, and, should occasion arise, for execution of the Judgement.[40]

۱۔ ہر کسی کو آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق حاصل ہے۔ کسی کو بھی من مانی کرتے ہوئے گرفتار یا حراست میں نہیں لیا جائے گا۔

۲۔ جس کسی کو بھی گرفتار کیا جائے گا اسے گرفتاری کے وقت بتایا جائے کہ اس کی گرفتاری کی کیا وجوہات ہیں اور اگر اس کے خلاف کوئی الزامات ہیں تو اسے ان کے بارے میں فوری طور پر آگاہ کیا جائے گا۔

۳۔ جس کسی کو کسی فوجداری الزام کے تحت گرفتار یا زیر حراست لیا گیا ہو اس کا کیس فوری طور پر کسی جج کے سامنے یا قانون کے تحت کسی دیگر ایسے افسراد کے سامنے پیش کیا جائے گا جو عدالتی اختیار استعمال کرتا ہو اور اسے ایک موزوں وقت کے اندر مقدمے کی کارروائی یا رہائی کا حق حاصل ہوگا۔ یہ کوئی عام قاعدہ نہیں ہوگا کہ مقدمے کا انتظار کرنے والے افراد کو گرفتار یا حراست میں لے لیا جائے لیکن رہائی عدالتی کارروائی کی کسی بھی دیگر سطح پر مقدمے میں اور، اگر کوئی موقع آتا ہے تو فیصلے پر عملدرآمد کے لیے حاضری سے مشروط ہوگی۔[41] اس قانون کے مطابق مرد اور عورت دونوں کے لیے فوجداری کے قوانین برابر ہیں۔ جب تک کوئی واضح ثبوت نہ ہوں۔ تب تک کسی فریق کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ شکوک وشبہات پر کاروائی نہیں کی جائے گی اور جس کو گرفتار کیا جائے گا اسے مطلع کرے کہ اسے اس جرم میں گرفتار کیا جارہا ہے۔ کیس جج یا قانون سازی کے ادارے سماعت کریں گے۔ عدالتی کاروائی مقرر وقت کے اندر مکمل کی جائے گی۔

Article 26

All persons are equal before the law and are entitled without any discrimination to the equal protection of the law. In this respect, the law shall prohibit any discrimination and guarantee to all persons equal and effective protection against discrimination on any ground such as race, color, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status.[42]

قانون کے سامنے تمام افراد برابر ہیں اور بغیر کسی امتیاز کے قانون کے مساوی تحفظ کے مستحق ہیں۔ اس سلسلے میں، قانون کسی بھی طرح کے امتیازی سلوک اور کسی بھی قسم کی نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی یا معاشرتی نژاد، املاک، پیدائش یا کسی بھی بنیاد پر امتیازی سلوک کے خلاف مساوی اور موثر تحفظ کی پابندی کرے گا۔" یہاں پر بھی اسی بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ قانونی کاروائی تمام کے لیے یکساں ہوگی۔ بلا کسی تفریق اور امتیاز کے۔ تعصب تنگ نظری کو فروغ نہیں دیا جائے گا۔ مذہبی اعتبار سے، رنگ ونسل اور قومیت کے اعتبار سے کسی کے ساتھ عدم مساوات کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا۔ قانونی ادارے عدم مساوات اور امتیازی سلوک کے خلاف موثر تحفظ کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔

## عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ

**(Convention on the Elimination of all form of Discrimination against Women)**

۱۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ذریعہ، خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے تمام اقسام کے خاتمے کے کنونشن کو منظور کیا گیا۔ بیسویں ملک نے اس کی توثیق کرنے کے بعد یہ ۳ ستمبر ۱۹۸۱ء کو ایک بین الاقوامی معاہدہ کے طور پر نافذ ہوا۔ ۱۹۸۹ء میں ہونے والے کنونشن کی دسویں برسی تک، تقریباً ایک سو ممالک اس کی دفعات کے پابند ہونے پر راضی ہوگئے ہیں۔ یہ کنونشن اقوام متحدہ کے کمیشن برائے حیثیت برائے خواتین کی تیس سال سے زیادہ کے کام کا خاتمہ تھا، جو خواتین کی صورتحال کی نگرانی اور خواتین کے حقوق کے فروغ کے لئے ۱۹۴۶ء میں قائم ہونے والی ایک تنظیم تھی۔ کمیشن کا یہ کام ان تمام شعبوں کو روشن کرنے میں معاون رہا ہے جہاں خواتین کو مردوں کے ساتھ مساوات سے انکار کیا گیا ہے۔

خواتین کی ترقی کے لئے ان کوششوں کے نتیجے میں متعدد اعلانات اور کنونشن سامنے آئے ہیں، جن میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے سے متعلق کنونشن مرکزی اور انتہائی جامع دستاویز ہے۔

Article: 2

(a) To embody the principle of the equality of men and women in their national constitutions or other appropriate legislation if not yet incorporated therein and to ensure, through law and other appropriate means, the practical realization of this principle;

(b) To adopt appropriate legislative and other measures, including sanctions where appropriate, prohibiting all discrimination against women;

(c) To establish legal protection of the rights of women on an equal basis with men and to ensure through competent national tribunals and other public institutions the effective protection of women against any act of discrimination;

(d) To refrain from engaging in any act or practice of discrimination against women and to ensure that public authorities and institutions shall act in conformity with this obligation;

(e) To take all appropriate measures to eliminate discrimination against women by any person, organization or enterprise;

(f) To take all appropriate measures, including legislation, to modify or abolish existing laws, regulations, customs and practices which constitute discrimination against women;

(g) To repeal all national penal provisions which constitute discrimination against women.[43]

۱۔ مردوں اور عورتوں میں مکمل مساوات کی ملکی آئین کے ذریعے ضمانت دینا اور اس مقصد کے لیے ضروری قانون سازی کرنا۔

۲۔ خواتین کے ساتھ عدم مساوات کے خلاف تمام قوانین کا خاتمہ اور ان کی جگہ مناسب قانون سازی کرنا۔

۳۔ عورتوں اور مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر قانونی تحفظ فراہم کرنا اور مجاز قومی ٹربیونل اور دوسرے اداروں کے ذریعے عورتوں کے خلاف کسی قسم کے امتیازی برتاؤ سے مؤثر بچاؤ اور تحفظ کرنا۔

۴۔ کوئی ایسی کاروائی نہ کرنا جس کا تعلق عورتوں کو غیر مساوی حقوق دینے سے ہو اور اس بات کی ضمانت دینا کہ سرکاری مشینری اور ادارے اس مقصد کو حاصل کرنے کے کام کریں گے۔

۵۔ ایسے تمام مناسب اقدام کرنا جو ایسے قوانین، ضوابط اور رسوم ورواج کو ختم کریں یا ان میں ترمیم کریں جو خواتین کے ساتھ غیر مساوی سلوک کے خلاف ہوں۔

۶۔ تمام ایسے تعزیری قوانین کا خاتمہ جو قوانین سے امتیازی سلوک پر مشتمل ہوں۔ وہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر ان حقوق کی ضمانت دیں گے۔[۴۴] مغرب کے اس قانون میں نہ حاکمیت اعلیٰ کا کوئی تصور ہے اور نہ خاندانی معاشرت کا ذکر موجود ہے۔ مرد اور عورت کے مساوی حیثیت کو متعارف کروایا گیا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑا کیا گیا ہے۔ فوجداری کے قوانین (مرد و عورت) میں ہر ملک کی ریاست کے تحت قوانین مساوی ہونگے۔ مرد اور عورت میں امتیاز نہیں رکھا جائے گا۔

**Article: 15**

1. States Parties shall accord to women equality with men before the law.

2. States Parties shall accord to women, in civil matters, a legal capacity identical to that of men and the same opportunities to exercise that capacity. In particular, they shall give women equal rights to conclude contracts and to administer property and shall treat them equally in all stages of procedure in courts and tribunals.

3. States Parties agree that all contracts and all other private instruments of any kind with a legal effect which is directed at restricting the legal capacity of women shall be deemed null and void.

4. States Parties shall accord to men and women the same rights with regard to the law relating to the movement of persons and the freedom to choose their residence and domicile.[45]

۱۔ فریق ریاستیں قانون کے سامنے عورتوں کو مردوں کے مساوی حیثیت عطا کریں گی۔

۲۔ فریق ریاستیں دیوانی امور سے متعلق عورتوں کو مردوں کے برابر قانونی حیثیت اور اسے بروئے کار لانے کے مساوی مواقع فراہم کریں گی۔ بالخصوص وہ عورتوں کے معاہدات طے کرنے اور جاگیروں کا انتظام کرنے کا مساوی حق دیں گی اور عدالتی کاروائی کے تمام مراحل میں ان کے ساتھ مساوی سلوک کریں گی۔

۳۔ کنونشن میں شریک تمام ممالک اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی قانونی شقیں اور قانون جو عورتوں کی قانونی حیثیت متاثر یا کم کرتی ہیں ختم کر دی جائیں گی۔[۴۶] یہاں بھی اسی بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ خواتین کے ساتھ ہر قسم کے امتیازی سلوک کا خاتمہ کیا جائے گا اور اسی لحاظ سے قوانین تشکیل دیئے جائیں گے۔

## تجزیہ

تمام حقائق سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں اسلامی ریاست خلافت کا تصور پیش کرتی ہے۔ اس لیے یہاں جرائم کی سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ مذہبِ اسلام کا تعلق عالمگیریت سے ہے جس کی نظر میں تمام انسان مساوی ہیں۔ اس لیے حدود و تعزیرات کے قوانین مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہیں۔ کسی کے ساتھ تفریق نہیں برتی گئی۔ اسلامی سزاؤں میں حدود کی حد بندی کر دی گئی ہے اس میں ترمیم یا تخفیف کی کوئی گنجائش نہیں ہے اگر کوئی مرد یا عورت بدکاری کرے تو اسلامی قانون کے مطابق اسے رجم کیا جائے گا۔ اسی طرح مرد وزن میں سے کوئی چوری کا مرتکب ہو تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائے گے۔ جنگ میں عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا اس صورت میں اخلاقی اقدار کا خیال رکھا جائے گا۔ جبکہ مغرب میں قوانین کا نفاذ ہر ملک کی ریاست کے مطابق ہوتا ہے یہاں حاکمیتِ اعلیٰ کا تصور بٹا ہوا ہے اس لیے مغرب کے قوانین میں جرائم کے روک تھام کی بات تو کی جاتی ہے مگر اس پر حد بندی کا اختیار ہر ملک کے قانون دانوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے مغرب کی تباہ حالی کی جس کی وجہ سے جرائم کی تعداد کثرت سے بڑھ رہی ہے۔ قانون سب کے لیے مساوی نہیں ہے اور امیر اور غریب کی تفریق موجود ہے جس کی وجہ سے خواتین کے ساتھ ناروا سلوک برتا جا رہا ہے۔ جنگی معاملات میں بھی عورتوں کی عصمت دری کی جا رہی ہے۔ اس کی مثال برما، کشمیر اور فلسطین کی ہمارے سامنے موجود ہے۔ ان کے لیے کوئی ضابطہ نہیں بنایا گیا جبکہ اسلامی قانون اس سے بہت مختلف ہے۔

اگر انسانیت کو بہتری کی راہ پر گامزن کرنا ہے تو ہمیں اللہ کے بنائے ہوئے قوانین اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے اور اسی میں مسلم امہ کی نجات ممکن ہے کیونکہ جہاں واحدنیت کا تصور موجود نہ ہو لوگ خالقِ کائنات کے قائل نہ ہوں تو وہاں جرائم کی حدیں بھی انسان مقرر کرنے لگتے ہے اور جب انسان قوانین ترتیب دیتے ہیں تو وہاں خامیوں کا تصور ممکن ہے۔ اسی لیے اسلامی شریعت نے جو سزاؤں کے قوانین تشکیل دیئے ہیں اسی کے نفاذ میں انسانیت کی بھلائی ہے جب تک ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سزاؤں کا نفاذ نہیں کریں گے جرائم بڑھتے رہے گے، مسائل اور زیادہ پیچیدہ ہوتے جائیں گے۔ دنیا کی نجات اسی میں ہے کہ ہم اسلامی قوانین کی طرف واپس لوٹے اور اپنے معاشرہ کو پر امن اور خوشحال بنائیں۔

# حوالہ جات

[1] محمود، سید قاسم، اسلامی انسائیکوپیڈیا، الفیصل، لاہور، ۲۰۰۵ء، ج:۲۔ ص:۴۹۶۔

Mehmood, Syed Qasim, Islamic encyclopedia.Volume:2.Page:496.Al Fasial, Lahore. Published 2005.

[2] ایضا، ص:۱۳۱۹

Ibid,P:1319

[3] (الف) ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین، لسان العرب، دار المعارف، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص:۷۹۹۔

(A) Ibn manzoor, Abou fazal jamal uddin, lisaan u arab, Page:799, dar ul maarif, Lahore. Published 2007.

(ب) الزبیدی، محمد بن محمد عبد الرزاق المرتضی، تاج العروس، طبعۃ الکویت، ۲۰۰۸ء، ج:۲۔ ص:۳۳۱۔

(B) Al zubidi, Muhammad bin Muhammad abdul razaaq ul martaza, taaj ul oroos.Volume:2.P:331.Tabatulquiyat. Published 2008

[4] السرخی، شمس الدین، المبسوط، ۱۹۸۹ء، ج:۹۔ ص:۳۶۔

Al Soorki, shamsul uddin al mabsoot. Volume: 9. Page: 36.dar ul maarifat, Beirut.Published 1989.

[5] الرحمن، ڈاکٹر سید عزیز، حدود آرڈیننس حقیقت اور فسانہ، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۱۹۔

Al rehman ,Dr syed aziz ur rehman, Hodood Ardinas, haqiqat ur fasana, Page:19,Zwara academy publishers, Karachi. Published 2000.

[6] الداؤد، عبد الرحمن بن عبد العزیز، اسلام کا نظام تعزیرات، طارق اکیڈمی، فیصل آباد، ۲۰۰۰ء، ص:۲۵۔

Al dawood,abd ur rehman bin abdur aziz, isalm ka nazam e taziraat, Page:25, Tariq academy, Faisalabad. Published 2000.

[7] ایضا، ص:۲۶

Ibid,Page:26

[8] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج:۲۔ ص:۱۵۸۔

Shah wali yullah, Hijat ul Baliga, Valume: 2. Page: 158. Kutb khana shan Islam , Lahore. Published 2012.

[9] النور۔ ۲۴:۲

Al Nur.24:02

[10] النور۔ ۲۴:۴

Al Nur.24:04

[11] المائدۃ۔ ۳۸:۵

Almaida.38:05

[12] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب السرقہ، ح:۶۷۸۸، غزنی اردو بازار، لاہور، ۲۰۱۶ء

Bukhari, Muhammad bin ismail, Sahih Bukhari, Kitab al sirqa, Hadith:6788, Gazni urdu bazar, Lahore, 2016

[13] ایضا

Ibid.

[14] البقرۃ۔ ۲:۱۷۸

Al Buqra.2: 178

[15] القادری، ڈاکٹر طاہر، اسلام میں خواتین کے حقوق، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص:۱۰۶۔

Al qadri, Dr. Tahir, Isalm m Kawateen k Haqooq,P:106, Minhaj ul Quran Publishers, Lahore, Published 2019.

[16] البقرۃ۔ ۲:۲۸۲

Al Buqra.2: 282

[17] مرغینانی، برہان الدین، ہدایہ، ص:۱۵۴، ج:۲، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۱۹ء

Murgiyani, Burhan u deen, Hadaya, Volume:2.Page:154.Maktaba Rehmaniya, Lahore,Published 2019.

[18] (الف) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الشہادات، باب: اذا شھد شاھد، ح:۸۸

(A) Bukhari, Muhammad ismail, Sahih Bukhari, Kitab shadaat, baab iza shid shid, Hadith: 88.

(ب) اسلام میں خواتین کے حقوق، محولہ بالا، ص:109۔

(B) Isalm m Kawateen k Haqooq, mahola bala, Page: 109.

[19] ڈاکٹر محمود احمد، قانون بین الممالک، غازی، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص:۳۵۱-۳۴۹۔

Dr. Mehmood Ahmed, Qanoon beno mumalik, Page:315-339, shariya academy, Islamabad, Published 2007.

[20] االنور۔ ۲۴:۳۲

Al noor.24:32

[21] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح ، باب الرجل یعشق امتہ ثم یتزوجھا، ح:۱۹۵۶، ج:۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۸ء

Ibn maja, Abou Abdullah, Sunan ibn maja, kitab un nikah, baab al rajul yashiq umat sumama yatazawajoha,Volume:3 Hadith:1956, Dar ul kitab almeeiyah,Beirut, Published 2008.

[۲۲](الف) الصواب، الشیخ محمد محمود، زوجات النبی الطاہرات وحکمۃ تعدد ھن، دار العمر، جدہ، ۱۹۸۵ء، ص:۷۷۔

Al sawab , Al sheikh Muhammad Mehmood, Zojat un nabi Al tahiyat w Hakmat taadohon, Page: 77, Dar ul umer, Jadda, Published 1985.

(ب) الازھری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۱۷ھ، ج:۶۔ ص:۵۱۵۔

Al Hazhari, Peer Karm shah, Zia un nabi,Volume:6.Page:515.Zia ul Quran, Lahore, Published 1417.

[۲۳] النسائی، ابو عبد الرحمن، سنن نسائی، کتاب النکاح ،باب ما جاء عتق الرجل جاریتہ ثم یتزوجها، ح:۳۳۴۴، ج:۲، دار لسلام پبلیکیشن، سعودی عرب، ۲۰۱۴ء۔

Al nisaie, Abo abu rehman, sonan nisaie, kitab ul nikah, baab ma ja aatiq ul rajul jariyat suma yatzawjaha,Volume:2,Hadith:3344,Dar ul islam Publisher, Saudia Arab,Published 2014.

[۲۴] ترمذی، ابو عیسی محمد، جامع ترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی النھی عن قتل النساء والصبیان، ح:۱۵۶۹، ضیاء احسان پبلشرز، پاکستان، ۲۰۱۲ء۔

Tirmizi, Abou esa Muhammad, Jamie tirmzi, kitab al seer. Baab m ja fi nahi un qata un nissa w alasbiyan, Hadith: 1569, Zia Ahsan publishers, Pakistan, Published 2012.

[۲۵] قانون بین الممالک، محولہ بالا، ص:339

Qanoon w Bin ul Momalik, Mahola bala, Page:339

[۲۶] ایضا، ص:۳۴۳

Ibid, Page: 343

[۲۷] ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب :الرخصۃ فی المدرکین یفرق بینھم، ج:۳، ح:۲۶۹۷، دار الرسالۃ العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۹ء۔

Abi Dawood, Suliman bin Ashaas, Sunan Abi Dawood, Kitab Al Jihad, Baab: Alrksat si almudarkeen yafriq binohm,V:3,Hadith:2697,Dar ul risalat u Almeeiya, Beirut, 2009.

[۲۸] سرکاری رپورٹ، Crime in the United State، 2005۔

Public Report, Crime in the United State, 2005, Seen 18-7-2022.

Website : United Nation, Universal Declaration of Human Rights, Seen: 07-3-2021.[۲۹]

[۳۰] الرشدی، ابو عمار زاھد، اقوام متحدہ کا منشور اور اسلامی نقطہ نظر، روزنامہ اسلام، لاہور، ۲۰۱۷ء۔

Al rashdi, Abou Alaamar, Zahid, Aqaam e Muthida ka manshoor ur islami noqta nazar,Roznama Islam, Lahore, 2017, Seen 12-08-2022.

[۳۱] اقوام متحدہ، محولہ بالا۔

United Nation, Mahola bala.

۳۲ اقوام متحدہ کا منشور اور اسلامی نقطہ نظر، محولہ بالا۔

Aqwame m mutahida la manshoor ur islami noqta e nazr, Mahola bala.

۳۳ صادق، احسان، خواتین پر تشدد، ص:۲۱۲، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، ۲۰۰۴ء۔

Saqiq, Ehsan,Kateen per tashadud, Page:212, moqtadra qoomi zaban, Pakistan, 2004.

۳۴ ایضا، ص:۱۳۔

Ibid,Page:13.

۳۵ ایضا، ص:۲۱۴۔

Ibid,Page:214.

۳۶ ایضا، ص:۲۱۵۔

Ibid,Page:215.

۳۷ افخامی، مہناز، خواتین کی آگہی کے لیے شراکت داری برائے حقوق، ص:۲۰۲۰،۱۱۵ء۔

Afkhami, minhaz, Kawateen ki agahi k liye sirkat daari bara e haqooq, Page:115. 2020.

www. Icrc.org, seen 9-3-2022.[۳۸]

۳۹ کھوکھر، ڈاکٹر محمود سلطان، جنگی جرائم اسلام اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں، ص:۲۳۱، ج:۳۰، الایضاح، پشاور، ۲۰۱۵ء۔

Kohow khar, Dr Mehmood Sultan, Jangi jaraim islam ur international law k tanazor m, V:30. Page:23. Al eyjah, Peshawar, Published 2015.

International Commission on Civil and Political Rights, United Nation Human Rights, New York, 23 March [۴۰] 1976,seen 5-3-2022.

۴۱ خواتین کی آگہی کے لیے شراکت داری برائے حقوق، محولہ بالا، ص:۸۳۔

[42] International Commission on Civil and Political Rights, Mahola bala.

[43] Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women, United Nation Human Rights, New York, 18 December 1979,seen 5-3-2022.

۴۴ پاکستان میں عالمی منصوبہ برائے نسواں، ویمن اسلامک لائرز فورم، پاکستان، ۲۰۱۹ء، ص:۲۰۔

Pakistan m almi mansooba baraie niswan, Page:20, women Islamic laize furm, Pakistan, Published 2019.

[45] Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women,محولہ بالا

۴۶ ایضا، ص:۲۸۔

Ibid,Page:28.